احادیث امام ع

از سید العلماء جناب مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ

محصول ڈاک ر

قیمت ۲ر

تعارف

(دوسرا اڈیشن)

پانچویں امام، اس رسالے میں امام محمد باقر علیہ السلام کے مختصر سوانح حیات ہیں۔ جس میں ضروری حالات تقریباً سب آگئے ہیں۔ یہ اپنے سلسلے کی تیسری کتاب ہے۔ امام اوّل اور امام چہارم کی سوانح عمریاں شائع کی جا چکی ہیں۔ بقیہ نو اماموں کے سوانح حیات اسی طرح پر شائع کیے جائیں گے۔

یہ رسالے ناواقف بڑوں اور بچوں کے لیے بہت مفید ہیں۔ افراد قوم کو چاہیئے کہ ان رسالوں کو زیادہ تعداد میں خرید فرما کر اپنے یہاں کی مجلسوں میں تقسیم فرمائیں۔

خادم مشن
سید آفاق حسین رضوی
آنریری سکریٹری

۲۰ فروری ۱۹۴۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(امام محمد باقرؑ)

امام کے معنی پیشوا کے ہیں اور سچا پیشوا وہی ہو سکتا ہے جس کے پیچھے چل کر انسان نجات کا حق دار بن سکے اور نجات کا حق دار ایسے ہی انسان کی پیروی سے ہو سکتا ہے جو خود زندگی کے ہر شعبہ میں اس بلند معیار پر پہنچا ہوا ہو جو انسان کی بہتری کے لیے خالق انسان کو مدنظر ہے۔ یہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک گھرانے کی خصوصیت تھی کہ اس گھرانے میں پیغمبر کے بعد لگاتار بارہ ۱۲ ایسی کامل فرد ہوتی رہیں جن میں سے ہر ایک بلند ترین انسانی اوصاف کا مرقع تھا اور ہر ایک خلق خدا کی راہنمائی اور پیشوائی کے منصب پر خدا کی طرف سے پہنچا ہوا۔ یہ بارہ امام ہیں جن میں سے پانچویں شخصیت کا تذکرہ اس رسالہ میں پیش نظر ہے۔

نام ونسب

پانچویں امام کا نام اپنے جد بزرگوار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر محمد تھا اور باقر لقب۔ اسی وجہ سے امام محمد باقر کے نام سے مشہور ہوئے۔ بارہ اماموں میں سے یہ آپ ہی کو خصوصیت تھی کہ آپ کا سلسلۂ نسب ماں اور باپ دونوں طرف سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ آپ کے باپ حضرت امام زین العابدینؑ چوتھے امام تھے۔ جن کے حالات سید سجادؑ کے نام سے اس کے پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ امام زین العابدینؑ فرزند تھے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے جو حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھوٹے نواسے تھے۔ اور امام

محمد باقرؑ علیہ السّلام کی والدہ اُمِّ عبداللہ فاطمہ حضرت امام حسن علیہ السّلام کی صاحبزادی تھیں جو حضرت رسولؐ کے بڑے نواسے تھے۔ اس طرح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام رسولؐ کے بلند کمالات اور علیؑ اور فاطمہؑ کی نسل کے پاک خصوصیات کے باپ اور ماں دونوں کی جانب سے وارث ہوئے۔

ولادت

آپ کی ولادت روز جمعہ یکم رجب ۵۷ھ میں ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب امام حسن علیہ السّلام کی وفات کو سات برس ہو چکے تھے اور امام حسین علیہ السلام مدینہ میں خاموشی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور وقت کی رفتار تیزی کے ساتھ واقعۂ کربلا کے اسباب کو فراہم کر رہی تھی۔ زمانہ آلِ رسولؐ اور شیعیانِ اہلِ بیت کے لیے پُرآشوب تھا جن جن کر محبانِ علیؑ گرفتار کیے جا رہے تھے۔ تلوار کے گھاٹ اتارے جا رہے تھے یا سولیوں پر چڑھائے جا رہے تھے۔ اُس وقت اس مولود کی ولادت گویا کربلا کے جہاد میں شریک ہونے والے سلسلہ میں ایک کڑی کی تکمیل تھی۔

واقعۂ کربلا

تین برس محمد باقر علیہ السّلام اپنے جد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کے سایہ میں رہے۔ جب آپ کا سن پورے تین برس کا ہوا تو امام حسین علیہ السّلام نے مدینہ سے سفر کیا۔ اس کمسنی میں محمد باقرؑ بھی راستہ کی تکلیفیں سہنے میں اپنے بزرگوں کے شریک رہے۔ امام حسین علیہ السلام نے مکہ میں پناہ لی۔ پھر کوفہ کا سفر اختیار کیا اور پھر کربلا پہنچے۔ ساتویں محرم سے جب پانی بند ہو گیا تو یقیناً محمد باقرؑ نے بھی تین دن پیاس کی تکلیف برداشت کی۔ یہ خالق کے منشا کی ایک تکمیل تھی کہ وہ روزِ عاشور میدانِ قربانی میں نہیں لائے گئے ورنہ جب ان سے

چھوٹے سن کا بچہ علی اصغرؑ تیر ستم کا نشانہ ہو سکتا تھا تو محمد باقرؑ کا بھی قربان گاہ شہادت میں لانا ممکن تھا۔ مگر سلسلۂ امامت کا دنیا میں قائم رہنا نظام کائنات کے برقرار رہنے کے لیے ضروری اور اہم تھا۔ اس لیے منظور الٰہی یہ تھا کہ محمد باقرؑ کربلا کے جہاد میں اسی طرح شریک ہوں جس طرح ان کے والد بزرگوار سید سجاد زین العابدین علیہ السلام شریک ہوئے۔ عاشور کو دن بھر عزیزوں کے لاشے پر لاشے آتے دیکھنا۔ بی بیوں میں کہرام۔ بچوں میں تہلکہ۔ امام حسین علیہ السلام کا وداع ہونا اور ننھی سی جان علی اصغرؑ تک کا جھولے سے جدا ہو کر میدان میں جانا اور پھر واپس نہ آنا امامؑ کے باوفا گھوڑے کا در خیمہ پر خالی زین کے ساتھ آنا اور پھر خیمۂ عصمت میں ایک قیامت کا برپا ہونا یہ سب مناظر محمد باقرؑ کی آنکھوں کے سامنے آئے۔ اور پھر بعد عصر خیموں میں آگ کا لگنا اسباب کا لوٹا جانا۔ بی بیوں کے سروں سے چادروں کا اتارا جانا اور آگ کے شعلوں سے بچوں کا گھبرا کر سراسیمہ و مضطرب ادھر ادھر پھرنا اس عالم میں محمد باقرؑ کے ننھے سے دل پر کیا گزری اور کیا تاثرات ان کے دل پر قائم رہ گئے۔ اس کا اندازہ کوئی دوسرا انسان نہیں کر سکتا۔

گیارہ محرم کے بعد ماں اور پھوپھی، دادی اور نانی اور تمام خاندان کے بزرگوں کو دشمن کی قید میں اسیر دیکھا۔ یقیناً اگر سکینہؑ کا بازو رسی میں بندھ سکتا تھا تو یقین کیا جا سکتا ہے کہ محمد باقرؑ کا گلا بھی ریسمان ظلم سے ضرور باندھا گیا۔ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام اور پھر رہائی کے بعد مدینہ کی واپسی ان تمام منازل میں نہ جانے کتنے صدمے تھے جو محمد باقرؑ کے ننھے سے دل کو اٹھانا پڑے اور کتنے غم و الم کے نقش تھے جو دل پر ایسے بیٹھے کہ آئندہ زندگی میں ہمیشہ برقرار رہے۔

تربیت واقعۂ کربلا کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کی زندگی دنیا کی کشمکشوں اور آویزشوں سے بالکل الگ نہایت سکون اور

سکینت کی زندگی تھی۔ اہل دنیا سے میل جول بالکل ترک کبھی محراب عبادت اور کبھی باپ کا ماتم۔ ان ہی دو مشغلوں میں تمام اوقات صرف ہوتے تھے۔ یہ ہی زمانہ وہ تھا جس میں امام محمد باقر علیہ السلام نے نشو ونما پائی۔ سنہ ۵۷ھ سے ۹۵ھ تک ۳۸ برس اپنے مقدس باپ کی سیرت زندگی کا مطالعہ کرتے رہے۔ اور اپنے فطری اور خداداد ذاتی کمالات کے ساتھ ان تعلیمات سے فائدہ اٹھاتے رہے جو انہیں اپنے والد بزرگوار کی زندگی کے آئینہ میں برابر نظر آتی رہیں۔

باپ کی وفات اور امامت کی ذمہ داریاں

حضرت امام محمد باقرؑ بھرپور جوانی کی منزلوں کو طے کرتے ہوئے ایک ساتھ جسمانی و روحانی کمال کے بلند ترین نقطہ پر تھے۔ اور ۳۸ برس کی عمر تھی جب آپ کے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی وفات ہوئی۔ حضرت نے اپنے وقت وفات ایک صندوق جس میں اہل بیتؑ کے مخصوص علوم کی کتابیں تھیں۔ امام محمد باقرؑ کے سپرد کیا۔ نیز اپنی تمام اولاد کو جمع کر کے ان سب کی کفالت و تربیت کی ذمہ داری اپنے فرزند محمد باقر علیہ السلام پر قرار دی اور ضروری وصایا فرمائے۔ اس کے بعد امامت کی ذمہ داریاں حضرت امام محمد باقرؑ پر آئیں۔ آپ سلسلہ اہل بیتؑ کے پانچویں امام ہوئے جو رسولِ خدا کے برحق جانشین تھے۔

اس دور کے خصوصیات

یہ زمانہ وہ تھا جب بنی امیہ کی سلطنت اپنی مادی طاقت کے لحاظ سے بڑھاپے کی منزلوں سے گذر رہی تھی۔ بنی ہاشم پر ظلم و ستم اور خصوصاً کربلا کے واقعہ نے بہت حد تک دنیا کی آنکھوں کو کھول دیا تھا اور جب یزید خود اپنے مختصر زمانۂ حیات ہی میں جو واقعۂ کربلا کے بعد ہوا اپنے کیے پر پشیمان

ہو چکا تھا اور اس کے بُرے نتائج کو محسوس کر چکا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا معاویہ اپنے باپ اور دادا کے افعال سے کھلم کھلا اظہار بیزاری کر کے سلطنت سے دست بردار ہو گیا تھا تو بعد کے سلاطین کو کہاں تک ان مظالم کے مہلک نتائج کا احساس نہ ہوتا جبکہ اس وقت جماعت توابین کا جہاد مختار اور ان کے ہمراہیوں کے خون حسینؑ کا بدلہ لینے میں اقدامات اور نہ جانے کتنے واقعات سامنے آ چکے تھے جن سے سلطنت شام کی بنیادیں ہل گئیں تھیں۔ اس کا نتیجہ تھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے زمانۂ امامت کو حکومت کے ظلم و تشدد کی گرفت سے کچھ آزادی نصیب ہوئی۔ آپ کو خلق خدا کی اصلاح و ہدایت کا کچھ زیادہ موقعہ مل سکا۔

عزائے امام حسینؑ میں انہماک

آپ واقعۂ کربلا کو اپنی آنکھ سے دیکھے ہوئے تھے۔ پھر اپنے باپ کی تمام زندگی کا جو امام مظلوم کے غم میں رونے میں بسر ہوئی مطالعہ کر چکے تھے۔ یہ احساس بھی نہایت تکلیف دہ تھا کہ ان کے والد بزرگوار باوجود اتنے غم و رنج اور گریہ و زاری کے ایسا موقعہ نہ پا سکے کہ دوسروں کو امام حسین علیہ السلام کا ماتم برپا کرنے کی دعوت دیتے۔ اس کا نتیجہ تھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو اس میں خاص اہتمام پیدا ہوا۔ آپ مجالس کی بنا فرماتے تھے اور کمیت بن زید اسدی جو آپ کے زمانہ کے بڑے شاعر تھے ان کو بلا کر مراثیِ امام حسین علیہ السلام پڑھواتے تھے اور سنتے تھے۔ یہی وہ ابتدا تھی جسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور اس کے بعد پھر حضرت امام رضا علیہ السلام کے زمانہ میں بہت فروغ حاصل ہوا۔

علمی حیثیت

دریا کا پانی بند کے باندھ دیئے جانے سے جب کچھ عرصہ تک ٹھہر جائے اور پھر کسی وجہ سے وہ بند ٹوٹے تو پانی بڑی قوت اور جوش و خروش کے ساتھ بہتا ہوا محسوس ہوگا۔ ائمہ اہل بیتؑ میں سے ہر ایک کے سینہ میں ایک ایسا ہی دریا تھا علم کا جو موجزن تھا۔ مگر اکثر اوقات ظلم و تشدد کی وجہ سے اس دریا کو پیاسوں کے سیراب کرنے کے لیے بہنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ امام محمد باقرؑ کے زمانہ میں جب تشدد کا شکنجہ ذرا ڈھیلا ہوا تو علوم اہل بیتؑ کا دریا پوری طاقت کے ساتھ امنڈا اور ہزاروں پیاسوں کو سیراب کرتا ہوا شریعت حقہ اور احکام الٰہی کی کھیتوں کو سرسبز بناتا ہوا دنیا میں پھیل گیا۔ اس علمی تبحر اور وسعت معلومات کے مظاہرے کے نتیجے میں آپ کا لقب باقرؑ مشہور ہوا۔ اس لفظ کے معنی ہیں "اندرونی باتوں کے ظاہر کرنے والے"۔ چونکہ آپ نے اپنے علم سے بہت سے پوشیدہ مطالب کو ظاہر کیا اس لیے تمام مسلمان آپ کو باقرؑ کے نام سے یاد کرنے لگے۔ آپ سے علوم اہل بیتؑ حاصل کرنے والوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچی ہوئی تھی۔ بہت سے ایسے افراد بھی جو عقیدتاً ائمہ معصومینؑ سے وابستہ نہ تھے اور جنھیں جماعت اہل سنت اپنے محدثین میں بلند درجہ پر سمجھتی ہے۔ وہ بھی علمی فیوض حاصل کرنے امام محمد باقر علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر آتے تھے۔ جیسے زہری۔ امام اوزاعی اور عطاء ابن جریح۔ قاضی حفص ابن غیاث وغیرہ یہ سب امام محمد باقرؑ کے شاگردوں میں محسوب ہیں۔

علوم اہل بیت کی اشاعت

حضرت کے زمانہ میں علوم اہل بیتؑ کے تحفظ کا اہتمام ہوا۔ اور حضرت

کے شاگردوں نے ان افادات سے جو انہیں حضرت امام محمد باقرؑ سے حاصل ہوئے مختلف علوم و فنون اور مذہب کے شعبوں میں کتابیں تصنیف کیں۔ ذیل میں حضرت کے کچھ شاگردوں کا ذکر اور ان کے تصانیف کا نام درج کیا جاتا ہے جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اسلامی دنیا میں علم و مذہب نے کتنی ترقی کی۔

(۱) ابان ابن تغلب۔ یہ علم قرأت اور لغت کے امام مانے گئے ہیں۔ سب سے پہلے کتاب غریب القرآن یعنی قرآن مجید کے مشکل الفاظ کی تشریح انھوں نے تحریر کی تھی۔ اور سنہ ۱۴۱ھ میں وفات پائی۔

(۲) ابو جعفر محمد ابن حسن ابن ابی سارہ رواسی۔ علم قرأت نحو اور تفسیر کے مشہور عالم تھے۔ کتاب الفیصل معانی القرآن وغیرہ پانچ کتابوں کے مصنف ہیں۔ سنہ ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔

(۳) عبد اللہ ابن میمون اسود القداح۔ ان کے تصانیف سے ایک کتاب مبعث نبی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور تاریخ زندگی میں ایک اور کتاب حالات جنت و نار میں تھی سنہ ۱۵۱ھ میں وفات پائی۔

(۴) عطیہ ابن سعید عوفی۔ پانچ جلدوں میں تفسیر قرآن لکھی۔ سنہ ۱۱۱ھ میں وفات پائی۔

(۵) اسمٰعیل ابن عبد الرحمن السدی الکبیر۔ یہ مشہور مفسر قرآن ہیں جن کے حوالے تمام اسلامی مفسرین نے سدی کے نام سے دیئے ہیں سنہ ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔

(۶) جابر بن یزید جعفی۔ انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پچاس ہزار حدیثیں نقل کی ہیں اور ایک روایت میں ستّر ہزار کی تعداد بتائی گئی ہے۔ اس کا ذکر صحاح ستہ میں ہے۔ صحیح مسلم میں موجود ہے۔ تفسیر، فقہ اور حدیث میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ سنہ ۱۲۸ھ میں وفات پائی۔

(۷) عمار ابن معاویہ دہنی۔ فقہ میں ایک کتاب تصنیف کی سنہ ۱۳۳ھ میں وفات پائی۔

(۸) سالم ابن ابی حفصہ ابو یونس کوفی۔ فقہ میں ایک کتاب لکھی وفات سنہ ۱۳۷ھ۔

(۹) عبد المومن ابن قاسم ابو عبد اللہ انصاری۔ یہ بھی فقہ میں ایک کتاب کے مصنف ہیں سنہ ۱۴۷ھ میں وفات پائی۔

(۱۰) ابو حمزہ ثمالی۔ تفسیر قرآن میں ایک کتاب لکھی۔ اس کے علاوہ کتاب النوادر اور کتاب الزہد بھی ان کی تصانیف میں سے ہیں سنہ ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔

(۱۱) زرارہ ابن اعین۔ بڑے بزرگ مرتبہ شیعہ عالم تھے۔ ان کی علم کلام اور فقہ اور حدیث میں بہت سی کتابیں ہیں۔ وفات سنہ ۱۵۰ھ۔

(۱۲) محمد ابن مسلم۔ یہ بھی بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے تیس ہزار حدیثیں سنیں۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے ایک کتاب تھی چہار صد مسئلہ در ابواب حلال و حرام۔ وفات سنہ ۱۵۰ھ۔

(۱۳) یحییٰ ابن قاسم ابو بصیر اسدی۔ جلیل المرتبہ بزرگ تھے۔ کتاب مناسک حج، کتاب یوم و لیلہ تصنیف کی سنہ ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔

(۱۴) اسحٰق قمی۔ فقہ میں ایک کتاب کے مصنف ہیں۔

(۱۵) اسمٰعیل ابن جابر خثعمی کوفی۔ احادیث کی کئی کتابیں تصنیف کیں اور ایک کتاب فقہ میں تصنیف کی۔

(۱۶) اسمٰعیل ابن عبدالخالق۔ بلند مرتبہ فقیہ تھے ان کی تصنیف سے بھی ایک کتاب تھی۔

(۱۷) بُرد الاسکاف الازدی۔ فقہ میں ایک کتاب لکھی۔

(۱۸) حارث ابن مغیرہ۔ یہ بھی مسائل فقہ میں ایک کتاب کے مصنف ہیں۔

(۱۹) حذیفہ ابن منصور خزاعی۔ ان کی بھی ایک کتاب فقہ میں تھی۔

(۲۰) حسن ابن السری الکاتب۔ ایک کتاب تصنیف کی۔

(۲۱) حسین ابن ثور ابن ابی فاختہ۔ کتاب النوادر تحریر کی۔

(۲۲) حسین ابن حماد عبدی کوفی۔ ایک کتاب کے مصنف ہیں۔

(۲۳) حسین ابن مصعب بجلی۔ ان کی بھی ایک کتاب تھی۔

(۲۴) حماد ابن ابی طلحہ۔ ایک کتاب تحریر کی۔

(۲۵) حمزہ ابن حمران ابن اعین۔ زرارہ کے بھتیجے تھے۔ اور ایک کتاب کے مصنف تھے۔

یہ چند نام ہیں ان کثیر علماء و فقہا و محدثین میں سے جنہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے علوم اہل بیت کو حاصل کر کے کتابوں کی صورت میں محفوظ کیا۔ یہ اور پھر اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام کے دور میں جو سینکڑوں کتابیں تصنیف ہوئیں یہی وہ سرمایہ تھا جس سے بعد میں کافی۔ من لا یحضر۔ تہذیب اور استبصار اسے لینے

بڑے محدثین کے خزانے جمع ہو سکے۔ اور جس پر شیعیت کا آسمان دورہ کرتا رہا ہے۔

اخلاق و اوصاف

آپ کے اخلاق وہ تھے کہ دشمن بھی قائل تھے۔ چنانچہ ایک شخص اہل شام میں سے مدینہ میں قیام رکھتا تھا، وہ اکثر امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آ کر بیٹھا کرتا تھا۔ اور اس کا بیان تھا کہ مجھے اس گھرانے سے ہرگز کوئی خلوص و محبت نہیں مگر آپ کے اخلاق کی کشش اور فصاحت وہ ہے کہ جس کی وجہ سے میں آپ کے پاس آنے اور بیٹھنے پر مجبور ہوں۔

امور سلطنت میں مشورہ

سلطنت اسلامیہ حقیقت میں ان اہلبیت رسول کا حق تھی مگر دنیا والوں نے مادی اقتدار کے آگے سر جھکایا اور ان حضرات کو گوشہ نشینی اختیار کرنا پڑی۔ عام افراد انسان کی ذہنیت کے مطابق اس صورت میں اگر حکومت وقت کسی وقت ان حضرات کی امداد کی ضرورت محسوس کرتی تو صاف طور پر انکار میں جواب دیا جا سکتا تھا مگر ان حضرات کے پیش نظر عالی ظرفی کا وہ معیار تھا جس تک عام لوگ پہنچے ہوئے نہیں ہوتے۔ جس طرح امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے سخت موقعوں پر حکومت وقت کو مفید مشورے دینے سے دریغ نہیں کیا اسی طرح اس سلسلہ کے تمام حضرات نے اپنے اپنے زمانہ کے بادشاہوں کے ساتھ یہی طرز عمل اختیار کیا۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے

زمانہ میں کبھی ایسی صورت پیش آئی۔ واقعہ یہ تھا کہ حکومت اسلام کی طرف سے اس وقت تک کوئی خاص سکہ نہیں بنایا گیا تھا۔ بلکہ رومی سلطنت کے سکے اسلامی ممالک میں بھی رائج تھے۔ ولید ابن عبدالملک کے زمانہ میں سلطنت شام اور سلطان روم کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا۔ رومی سلطنت نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ اپنے سکوں پر پیغمبرؐ اسلام کی شان کے خلاف کچھ الفاظ نقش کرا دے گی۔ اس سے مسلمانوں میں بڑی بے چینی پیدا ہوگئی۔ ولید نے ایک بہت بڑا جلسہ مشاورت کے لیے منعقد کیا جس میں عالم اسلام کے ممتاز افراد شریک تھے۔ اس جلسہ میں امام محمد باقر علیہ السلام بھی شریک ہوئے اور آپ نے یہ رائے دی کہ مسلمانوں کو خود اپنا سکہ ڈھالنا چاہیئے جس میں ایک طرف لا الٰہ الا اللہ اور دوسری طرف محمد رسول اللہ نقش ہو۔ امام کی اس تجویز کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور اسلامی سکہ اسی طور پہ تیار کیا گیا۔

سلطنت بنی امیہ کی طرف سے مزاحمت باوجودیکہ امام محمد باقر علیہ السلام معاملات ملکی میں کوئی دخل نہ دیتے تھے اور دخل دیا بھی تو سلطنت کی خواہش پر وقار اسلامی کے برقرار رکھنے کے لیے۔ مگر آپ کی خاموش زندگی اور خالص علمی اور روحانی مرجعیت بھی سلطنت وقت کو گوارہ نہ تھی۔ چنانچہ ہشام ابن عبدالملک نے مدینہ کے حاکم کو خط لکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو ان کے فرزند حضرت جعفر صادقؑ کے ساتھ دمشق بھیج دیا جائے۔ اس کو منظور یہ تھا کہ [illegible] کی عزت و وقار کو لیتے جہاں [illegible] دیکھا پہنچا [illegible]

چنانچہ جب یہ حضرات دمشق پہنچے تو تین دن تک ہشام نے ملاقات کا موقع نہیں دیا۔ چوتھے دن دربار میں بلا بھیجا۔ ایک ایسے موقع پر کہ جب وہ تخت شاہی پر بیٹھا تھا اور لشکر سامنے اور بائیں ہتھیار لگائے صف بستہ کھڑا ہوا تھا۔ اور وسط دربار میں ایک نشانہ تیر اندازی کا مقرر کیا گیا تھا اور رؤسائے سلطنت اس کے سامنے شرط باندھ کر تیر لگاتے تھے۔ امام علیہ السلام کے پہنچنے پر انتہائی جرأت اور جسارت کے ساتھ اس نے خواہش کی کہ آپ بھی ان لوگوں کے ہمراہ تیر لگائیں۔ ہر چند حضرت نے معذرت فرمائی مگر اس نے قبول نہ کیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ آل محمدؐ طویل مدت سے گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو جنگ کے فنون سے کیا واسطہ۔ اور اس طرح منظور یہ تھا کہ لوگوں کو ہنسنے کا موقع ملے۔ مگر وہ یہ نہ جانتا تھا کہ ان میں سے ہر ایک فرد کے بازو میں علی علیہ السلام کی قوت اور دل میں امام حسین علیہ السلام کی طاقت موجود ہے۔ وہ حکم الٰہی اور فرض کا احساس ہے جس کی وجہ سے یہ حضرات ایک سکون اور سکوت کا مجسمہ نظر آتے ہیں۔ یہی ہوا کہ جب مجبور ہو کر حضرت نے تیر و کمان ہاتھ میں لیا اور چند تیر پے در پے ایک ہی نشانہ پر بالکل ایک ہی نقطہ پر لگائے تو مجمع تعجب اور حیرت میں غرق ہو گیا اور ہر طرف سے تعریفیں ہونے لگیں۔ ہشام کو اپنے طرز عمل پر پشیمان ہونا پڑا۔ اس کے بعد حضرت سے مسئلہ امامت اور فضائل اہل بیتؑ پر گفتگو ہوئی۔ جس کے بعد اس کو یہ احساس ہوا کہ امام علیہ السلام کا دمشق میں قیام کہیں عام خلقت کے دل میں اہل بیتؑ کی عظمت قائم کر دینے کا سبب نہ ہو۔ اس لیے اس نے آپ کو مدینہ واپس جانے کی اجازت

وہی مگر دل میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ عداوت میں اور اضافہ ہو گیا۔

وفات سلطنت شام کو جتنا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی جلالت اور بزرگی کا اندازہ زیادہ ہوتا گیا اتنا ہی آپ کا وجود ان کے لیے ناقابل برداشت محسوس ہوتا رہا۔ آخر آپ کو اس خاموش زہر کے حربے سے جو اکثر سلطنت بنی امیہ کی طرف سے کام میں لایا جاتا رہا تھا شہید کرنے کی تدبیر کر لی گئی۔ وہ ایک زین کا تحفہ تھا جس میں خاص تدبیروں سے زہر پوشیدہ کیا گیا تھا اور جب حضرت اس زین پر سوار ہوئے تو زہر جسم میں سرایت کر گیا۔ چند روز کرب و تکلیف میں بستر بیماری پر گذرے اور آخر ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ میں ۵۷ برس کی عمر میں وفات پائی۔

آپ کو حسب وصیت تین کپڑوں کا کفن دیا گیا جن میں سے ایک وہ یمنی چادر تھی جسے اوڑھ کر آپ روز جمعہ نماز پڑھتے تھے اور ایک وہ پیراہن تھا جسے آپ ہمیشہ پہنے رہتے تھے اور جنت البقیع میں اسی قبہ میں کہ جہاں حضرت امام حسن علیہ السلام اور امام زین العابدین علیہ السلام دفن ہو چکے تھے حضرت بھی دفن کئے گئے۔

(پبلشر)

سید آفاق حسین رضوی آنریری سکریٹری

امامیہ مشن لکھنؤ

مطبوعہ
یوپی پریس لکھنؤ

رسالہ نمبر ۱۰۱
امامیہ مشن لکھنؤ